پر جن کے اعتبار سے اپنی اطاعت سے پھر گئے، کامل غور کیا جائے گا۔'' اس زمانے میں ملکہ کے اس معافی نامے کا انگریزی سے اردو میں جو ترجمہ ہوا تھا۔ یہ بجنسہ اس کے الفاظ ہیں۔ مطلب یہ تھا کہ جان کی حد تک مندرجہ بالا تینوں جرائم کے مجرموں کو مطمئن کردیا گیا تھا، لیکن اس کے علاوہ انگریز حکومت اور جو کچھ بھی کرسکتی تھی، اس کا خطرہ موجود تھا اور احکام کی صوابدید پر ایسے افراد کی سزا کی نوعیت معلق کردی گئی تھی۔ اور یہ بات بھی نہیں تھی کہ انگریز حکومت اس شخص کی طرف سے قطعی غافل ہوچکی تھی جو تھانہ سے نکلنے میں کامیاب ہوئے تھے اور ان کے جو واقعات اب تک مورخوں کے علم میں آئے ہیں ان سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ حکومت کے کارندے اور خفیہ پولیس کے آدمی حاجی صاحب کی مسلسل ٹوہ میں تھے، جس جگہ پہنچ کر پناہ لیتے، حکومت کے آدمی وہیں جاکر آپ کو گرفتار کرنا چاہتے یہ قصہ تو بہت ثقہ اور مستند ہے کہ حاجی صاحب مشرقی پنجاب کے قصہ پنج لاسہ میں اپنے بھائی رئیس راؤ عبداللہ مرحوم کے مکان پر تھے کہ پولیس کو خبر ہوئی۔ اس علاقے کا انگریز افسر پولیس کو لے کر راؤ صاحب کے مکان پر پہنچا۔ راؤ صاحب نے حاجی امداد اللہ کو بنظر احتیاط اپنے اصطبل کی ایک ایسی کوٹھڑی میں جگہ دے رکھی تھی جہاں کسی شخص کی رہنے کی توقع ہی نہیں کی جاسکتی تھی۔ کوٹھڑی میں گھوڑوں کا چارہ اور گھاس بھری ہوئی تھی، مگر انگریز افسر تک خبر اس تفصیل کے ساتھ پہنچی کہ مجرم کو فلاں کوٹھڑی میں ٹھہرایا گیا ہے۔

اپنے آدمیوں کے ساتھ ٹھیک اس کوٹھڑی تک پہنچ کر انگریز نے کواڑ کھول دیئے، راؤ عبداللہ خاں کے تو ہوش اڑے ہوئے تھے، لیکن کواڑ کھلنے کے بعد جب دیکھا گیا تو مصلیٰ بچھا ہوا تھا لیکن کوٹھڑی کے اندر کسی آدمی کا پتا نہ تھا۔ انگریز حیران تھا اس سے راؤ صاحب سے پوچھا کہ یہ مصلیٰ اور پانی کا لوٹا کیسا ہے۔ راؤ صاحب نے کہا کہ ہم لوگ فرض نماز مسجد میں پڑھتے ہیں اور نوافل گھر آکر ادا کرتے ہیں۔ قصہ مختصر انگریز حاکم راؤ صاحب سے معذرت کر کے بصد ندامت واپس ہوئے۔ راؤ عبداللہ خان انگریز کو رخصت کر کے گھر میں آئے تو سخت حیران تھے کہ حاجی صاحب اس عرصے میں کوٹھڑی سے کیسے باہر نکلے اور کہاں تشریف لے گئے۔ اسی عالم میں کوٹھڑی کے اندر جھانکا تو کیا دیکھا حاجی صاحب بدستور اپنے مصلے پر تشریف رکھتے ہیں۔ عرض کیا حضرت! آپ ابھی تلاشی کی وقت کہاں تھے۔ فرمایا میں تو یہیں بیٹھا ہوا تھا۔ عرض کیا انگریز نے تو آپ کو نہیں دیکھا؟ فرمایا وہ اندھا ہوجائے تو کیا کروں؟

یہ سب وہی حفاظت الٰہی کے کرشمے تھے جو ان واصلین حق سے کرامتوں کی صورت میں نمایاں ہورہے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی گھوڑے پر، کبھی اونٹ پر، کبھی خچر پر، کبھی حمار پر، (جو بھی سواری میسر ہوتی) سوار ہوجاتے تھے اور بعض اوقات پیادہ، ننگے پاؤں، بغیر چادر، بغیر عمامہ اور ٹوپی کے چلتے پھرتے تھے اور مدینہ کے دور محلوں میں جاکر مریضوں کی عیادت فرماتے تھے۔

(عن انس بن مالکؓ۔ بخاری ومسلم)

مولانا سعید احمد بھٹو

قرآن مجید میں اسرائیل کے عروج وزوال کی پیشین گوئی

دنیا کی تین بگڑی ہوئی مذہبی اقوام کے بگاڑ اور فساد کی وجہ سے دنیا تیزی سے تیسری ہمہ گیر عالمگیر جنگ کی طرف لپک رہی ہے۔ بگڑی اقوام سے میری مراد ہے یہود و نصاریٰ اور موجود دور کے مسلمان جو شریعت سے دور ہیں۔

ا- جہاں تک یہود کا تعلق ہے، ظاہر ہے کہ یہ لوگ ہر دور میں فتنہ و فساد کے بانی مبانی اور موجد رہے ہیں اور اسی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا کی امامتِ کبریٰ سے ہٹا کر لعنت او قعر مذلت کے قید خانہ میں بند کر رکھا ہے۔ صدیوں کے بعد یہودیوں کو خدا تعالیٰ نے ایک بار پھر مہلت عمل کیا دی اور ''حبل من الناس'' کی سرپرستی میں ان کی ایک ریاست قائم کیا ہوئی، یہ لوگ اپنی خوئے بد کے مطابق پھر آپے سے باہر ہوگئے۔ عربی شاعر کہتا ہے کہ اذا انت اکرمت الکریم تملکا – وان انت اکرمت اللئیم تمردا (جب تو کسی شریف انسان پر احسان کرے گا تو وہ تیرا غلام بن جائے گا اور جب کم ظرف اور لئیم الفطرت انسان پر احسان کرے گا تو وہ اور زیادہ سرکش ہوجائے گا) یہودیوں پر یہ مثال کما حقہ صادق آتی ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ جب قدرت نے ان کو آزاد مملکت عطا فرمائی تو خود بھی امن وسکون کے ساتھ رہتے اور دوسروں کو بھی زندہ رہنے کا حق دیتے۔ لیکن ظالموں نے حسب سابق فتنہ وفساد کا راستہ اختیار کیا۔ اور اب ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں کہ اقوام عالم کو جنگ و جدال کی بھٹی میں جھونک کر بالکل تہس نہس کیا جائے تاکہ دنیا کا نقشہ بدل کر ''عظیم تر اسرائیل'' قائم کیا جائے۔ یہودیوں کی خفیہ سازشوں پر مشتمل دستاویزات ''پروٹوکول'' میں ہے کہ ''غیر یہودیوں اور ہمارے درمیان سوچنے اور کام کرنے کی صلاحیتوں میں واضح اور نمایاں فرق نظر آتا ہے۔ ہمارے منتخب لوگ اعلیٰ ترین شخصیات ہوتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں غیر یہودی جانوروں جیسا ذہن رکھتے ہیں۔ وہ جانوروں کی طرح دیکھتے ہیں لیکن بصیرت سے محروم ہیں۔ وہ کچھ تخلیق نہیں کرسکتے۔ اس سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ قدرت نے ہمیں (یہودیوں کو) اس دنیا پر حکومت کرنے اور ان کی رہنمائی کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔'' (14واں پروٹوکول) اس ضمن میں ہنری فورڈ سینئر کی کتاب ''یہودیوں کی عالمی سازشیں'' بہت چشم کشا اور معلومات افزا ہے۔ مصنف لکھتا ہے کہ ''دنیا کی تاریخ بتاتی ہے کہ دنیا کے ہر حصہ میں جنگوں سے حاصل ہونے والا اصل منافع ہمیشہ یہودیوں کی جیب میں گیا۔۔ کہا جاتا ہے کہ یہودیوں نے پہلی جنگ عظیم کئی مرتبہ ملتوی کروائی کہ ان کے نقطہ نظر سے غیر معمولی منافع سمیٹنے کا وقت نہیں آیا تھا۔ اگر یہ جنگ یہودیوں کے مقررہ وقت سے پہلے ہوجاتی تو وہ بڑے ملک اس میں شامل نہ ہوتے۔ اس جنگ کے ملتوی ہونے کے ذمہ دار بھی عالمی یہودی فنانسرز تھے اور جنگ شروع کروانے کے ذمہ دار بھی وہی تھے۔ اس جنگ کی متحارب قوتیں، ایک آدھ ملک کو چھوڑ کر سب عیسائی تھیں۔ اس طرح یہودیوں کی سازش کے تحت ساری دنیا میں کروڑوں انسانوں کا خون بہا جو مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے تھے۔ یہودیوں نے اس جنگ کو تین سال تک روکے رکھا لیکن جب وقت آیا تو اسے روکنے کی کوشش نہیں کی (روزنامہ امت 7 ستمبر 2002 مضمون یہودیوں کی عالمی سازشیں) ''گریٹ اسرائیل'' کے مجوزہ صہیونی منصوبہ میں مکمل شام وفلسطین، مکمل عراق، مصر کا بڑا حصہ، ترکی کے قبرص کا حصہ اور مدینہ منورہ

شامل ہے۔ منصوبہ کی تکمیل کے لئے یہودیوں نے سرد عالمی جنگ کا رخ اب عالم اسلام، بالخصوص عالم عرب کی طرف موڑ دیا ہے۔ افسوس صد افسوس کہ اس سازش کو نہ مسلمان سمجھنے کے لئے تیار ہیں اور نہ ہی مغربی ممالک۔ آگے بڑھنے سے پہلے درج ذیل اقتباس پڑھیے: 11 ستمبر کے بعد امریکہ اور سعودی عرب کے روایتی تعلقات میں کشیدگی شروع ہوئی۔ نیویارک اور واشنگٹن میں ملوث 19 ہائی جیکرز میں سے 15 کا تعلق مبینہ طور پر سعودی عرب سے بتایا گیا۔ امریکا میں رہائش پذیر عرب خاص طور پر سعودی باشندے توہین آمیز سلوک کا نشانہ بنے۔ تازہ ترین واقعہ وہ بریفنگ ہے جو امریکی محکمہ دفاع (پینٹاگون) کے ڈیفنس پینل کودی کی گئی۔ ان سفارشات سے اندازہ ہوتا ہے کہ امریکی حکومت کے ذمے دار سعودی عرب کے بارے میں کس انداز سے سوچ رہے ہیں؟ سفارشات کے مطابق "سعودی عرب کو برائی کا محور ملک قرار دے کر اسے دہشت گردوں کی مالی مدد سے روکا جائے۔ الزام یہ ہے کہ سعودی باشندے منصوبہ سازی کے ساتھ دہشت گردوں کی مالی مدد اور افرادی قوت فراہم کر رہے ہیں۔ واشنگٹن کو چاہیے کہ وہ دنیا بھر میں اسلامی تحریکوں کو سعودی عرب سے فنڈز کی فراہمی بند کرنے اور اسرائیل کے خلاف معاندانہ رویہ ترک کرنے پر مجبور کرے۔ سعودی حکومت تعاون نہ کرے تو اس کے تیل کے کنوؤں پر بزور طاقت قبضہ کیا جائے اور بیرون ملک اس کے اثاثے منجمد کر دیے جائیں۔" یہ سفارشات پیش کرنے والا پینل جن افراد پر مشتمل ہے ان میں سابق امریکی وزیر خارجہ ہنری کسنجر بھی ہیں جو یہودی ہیں اور جنہوں نے امریکی وزیر خارجہ کی حیثیت میں پاکستان کے ہردلعزیز وزیراعظم مسٹر زید اے بھٹو کو ایٹم بم بنانے کے مسئلہ پر یا بقول بعض اس وجہ سے "فکس اپ" کرنے کی دھمکی دی تھی کہ مسٹر بھٹو نے اپنے زمانہ اقتدار میں حساس سرکاری اداروں میں حساس یہودی تنظیم "فری میسن" کی قائم شاخیں بند کردی تھیں۔ مذکورہ اقتباسات سے یہودی عزائم عیاں ہوجاتے ہیں۔ ضمناً یہ بھی معلوم ہوا کہ موجودہ زمانہ میں یہودی ایجنڈے سے مخالفت کرتے ہوئے نہ عالم اسلام میں کسی کے لئے حکومت کرنا ممکن ہے اور نہ ہی مغرب میں۔ کیونکہ یہودی مخالفین کو قتل کروانے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ ان کی اسی خطرناک سیاست کی طرف قرآن مجید کی یہ آیت اشارہ کرتی ہے: وکانوا یقتلون النبیین بغیر الحق (بغیر حق کے انبیاء کرام کو قتل کردیتے تھے) چونکہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں کی پالیسیوں، پروٹوکول اور ایجنڈے کی مخالفت فرمائی تھی، اس لئے ان کو بھی گرفتار کرواکر ان ظالموں نے قتل کرنے کی سازش کی، مگر اللہ تعالیٰ نے قدرت کاملہ سے آپ کو آسمان پر اٹھالیا، جو قرب قیامت کے وقت آسمان سے اتر کر دین اسلام کو دنیا میں غالب کریں گے اور یہودیوں کا بھی قلع قمع کریں گے۔ یہودیوں نے سیدنا وشفیعنا ونبینا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھی متعدد بار قتل کرنے کی سازشیں کیں، جن میں اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلیل کیا۔ اس وقت بھی اسلامی دنیا کے لیڈر ہوں یا مغربی قائدین وہ ہرآن یہودیوں کا نشانہ بننے سے لرزاں ترساں رہتے ہیں۔

چونکہ تعداد کے اعتبار سے یہودی دنیا کی قلیل ترین، ذلیل ترین اور بزدل و پست ترین قوم ہے۔ اس لئے ان کے لئے دنیا پر حکومت کرنے کے منصوبہ کی تکمیل عملاً ناممکن ہے۔ اس کا طریقہ انہوں نے یہ سوچا کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کو لڑا بھڑا کر ان کی قوت کو پاش پاش کیا جائے۔ جب ہر چیز نیست نابود ہوجائے تو کسی عالمی ہڑبونگ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مذکورہ بالا مقصد مکمل کیا جائے۔ اس میں یہودی کس طرح تیزی سے پیش قدمی کررہے ہیں؟ اس کا اندازہ کرنا چنداں مشکل نہیں۔ سب سے پہلے یہ بات نوٹ کرنے کی ہے کہ "اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں" کی جب سے قدس کی طرف واپسی ہوئی ہے، تب سے دنیا میں جنگ و جدال اور خون و خرابہ میں انتہائی شدت آگئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ پہلی اور دوسری عالمگیر جنگیں یہودی سازشوں کا نتیجہ تھیں۔ دونوں

جنگوں میں دس کروڑ انسان لقمہ اجل بنے تھے۔ دوسری عالمگیر جنگ کے دوران جرمن کے ہٹلر نے لاکھوں یہودی ''گیس چیمبرز'' میں جھونک کر ہلاک کیے۔ وہ کہتا تھا کہ پہلی عالمگیر جنگ میں جرمنی کی شکست کے ذمہ دار یہودی تھے۔ 1917ء میں روس میں اشتراکی انقلاب قائم ہوا، جس میں ڈھائی کروڑ انسان قتل کیے گئے۔یاد رہے کہ سوائے اسٹالین کے تمام بڑے بڑے اشتراکی لیڈر بشمول مارکس اور لینن یہودی تھے۔ اب تک سرد عالمگیر جنگ کے دوران، خواہ وہ امریکا اور روس کے درمیان ہو یا اب امریکا اور مسلمانوں کے مابین،دنیا بھر میں کروڑوں افراد ہلاک ہوچکے ہیں۔ ان تمام جنگوں میں تمام اقوام متاثر ہوتی ہیں مگر متاثر نہیں ہوتے تو یہودی متاثر نہیں ہوتے۔ یہاں تک کہ 11 ستمبر کے واقعہ میں مسلمانوں اور عیسائیوں سمیت دنیا بھر کے ہزاروں لوگ ہلاک ہوئے مگر وقوعہ کے روز کوئی یہودی ڈیوٹی پر حاضر نہیں تھا۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ اس فتنہ عظیم کے محرک بھی یہودی تھے۔قرآن مجید نے تو ۱۵ صدیاں پہلے ہی پیشین گوئی کردی تھی کہ کلما اوقدوا نارا للحرب اطفأھا اللہ (جب کبھی یہ یہودی آتش حرب وضرب بھڑکاتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے بجھا دیتا ہے) یعنی ہر دور میں فساد پھیلانا اور جنگ کی آگ بھڑکانا ان کا قومی وطیرہ ہے۔

۲- اب ہم دنیا میں فساد عظیم کے دوسرے بڑے محرک، یہودیوں کے مہرے یعنی عیسائیوں کے کردار کا جائزہ لیتے ہیں،جو اس زمانہ میں یہودیوں کے کٹھ پتلی ہیں۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ اسرائیل کے خالق اور محافظ ہی مسیحی ممالک ہیں۔ چند اخلاقی اوصاف کی وجہ سے عیسائی اقوام صدیوں سے دنیا پر بلاشرکت غیرے حکمران ہیں۔ آغاز اسلام کے وقت دنیا میں دو سپر پاور مملکتیں تھیں: ایران اور روم- ایران میں مجوسیوں کی اور روم میں عیسائیوں کی حکومت تھی۔ مجوسی مذہب اور ملت نیز ان کی مملکت تک نسیاً منسیاً ہوچکی ہے ۔مگر عیسائی اقوام آج بھی دنیا پر اسی کر و فر کے ساتھ حکومت کررہی ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں چند اخلاقی اوصاف ایسے ہیں جو دنیا کی دیگر اقوام میں نہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان مبارک کس قدر سچا اور معنی خیز ہے کہ اشد الناس علیٰ امعی الروم و ھلکتھم قبل یوم القیامۃ (مجمع الزوائد ص ج) (میری امت پر شدید ترین رومی، عیسائی ہیں اور ان کی بربادی قیامت کے قریب ہوگی) کتاب الفتن مسلم شریف (ص ۳۹۲ج۲) میں ہے کہ جب حضرت مستورد قرشی نے یہ حدیث بیان کی کہ قرب قیامت تک اہل روم کی دنیا میں کثرت و غلبہ ہوگا تو حضرت عمرو بن عاص نے کہا کہ یہ کس قسم کی حدیثیں آپ بیان کررہے ہیں؟ جواب دیا کہ وہی بات کہہ رہا ہوں جو میں نے نبی ﷺ سے سنی ہے۔فرمایا کہ اگر یہی بات ہے تو پھر یاد رکھ ان میں پانچ خصلتیں ایسی ہیں جو اوروں میں نہیں اور وہ ہیں: ۱- انھم لاحلم الناس عند فتنۃ (فتنہ و فساد کا پامردی سے مقابلہ کرتے ہیں۔) ۲- و اسرعھم افاقۃ بعد مصیبۃ (مصیبت ٹوٹ پڑے تو مقابلہ کے لئے تیزی سے لپکتے ہیں) ۳- و اوشکھم کرۃ بعد فرۃ (لپٹ کر جھپٹنے میں سب سے زیادہ تیز ہیں) ۴- وخیرھم لمساکین و یتیم و ضعیف (مسکینوں، یتیموں، ضعیفوں کے ہمدرد ہیں) ۵- حسنۃ جمیلۃ امنعھم من ظلم الملوک (پانچویں بہترین خصلت یہ کہ بادشاہوں کے نظام ظلم کو برداشت نہیں کرتے) حدیث ہٰذا کا آخری حصہ صحابیؓ رسول کا اثر یعنی ذاتی تجزیہ یا قول ہے مگر قرآن وحدیث کے قرائن سے اس کی تائید وتاکید ہوتی ہے اس لئے وہ بھی حکماً حدیث رسول کے حکم میں ہے۔

مگر کافی عرصہ سے مسیحی دنیا اپنا یہ تشخص کھوتی جا رہی ہے اور تیزی سے مکمل تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے، کیونکہ اب اس نے ظلم وستم کو اوڑھنا بچھونا بنالیا ہے۔ جو بھی قوم ظلم و استبداد کو اپنا وطیرہ بناتی ہے،درحقیقت وہ اپنی بربادی کو دعوت دیتی ہے۔ قرآن مجید میں یہ مضمون باربار اور بکثرت مقامات پر بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کفر و شرک کو تو دنیا میں برداشت کرتا ہے لیکن ظلم و تشدد کو برداشت نہیں کرتا۔ جتنی بھی قومیں دنیا کے نقشہ سے مٹ چکی ہیں ان کا سبب اللہ تعالیٰ یہ بتاتا

ہے کہ وتلک القریٰ اھلکناھم لما ظلموا (تمام اقوام عالم کو ان کے ظلم وستم کی پاداش میں مٹادیا گیا) پچھلی ایک صدی سے دنیا میں جتنا بھی ظلم اور قتل ہورہا ہے وہ مغرب کے استحصالی، استبدادی، استعماری، سامراجی نظام کی وجہ سے ہے۔ پہلی عالمگیر جنگ (1914/1918) اور دوسری عالمگیر جنگ (1939/1945) میں دس سال تک مسیحی ممالک نے انسانیت کا ایسا قتل عام کیا جس کی صلیبی اور تاتاری جنگوں میں بھی مثال نہیں ملتی۔ لاکھوں نہیں کروڑوں بندگان خدا کو ہلاک کیا گیا۔ اس کے باوجود مغرب کے فاشی لیڈروں کے دماغوں سے جنگ و جدال کا خناس نہیں نکلا اوروہ لگے تیسری عالمگیر جنگ کی آگ بھڑکانے۔ جس کو اب تک اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ٹال رکھا ہے۔ مگر پچھلے پچاس برس سے دنیا میں جو سرد جنگ جاری ہے اس میں کروڑوں افراد ہلاک ہوچکے ہیں۔ مغرب کی موجودہ سیاست کا سب سے اندوہناک پہلو یہ ہے کہ مسیحی ممالک اپنے ہی سرمایہ سے اپنی ہی افرادی قوت سے آگ و خون کا یہ سارا کھیل اپنے ازلی دشمن یہودیوں کی خوشنودی کی خاطر کھیل رہے ہیں۔ ہمارے ملی شاعر فرماتے ہیں کہ:

نزع کی حالت میں یہ تہذیب جواں مرگ
شاید ہوں کلیسا کے یہودی متولی

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

تری دوا نہ جنیوا میں ہے نہ لندن میں
فرنگ کی رگ جاں پنجہ یہود میں ہے
(اقبالؒ)

یہ آج سے ستر بہتر برس پیشتر کی آواز تھی۔ آج کا مغرب یہودیوں کا مکمل غلام ہے۔ یہودیوں کی اجازت کے بغیر یا کم از کم ان کی مخالفت مول لے کر کوئی لیڈر وہاں حکومت تک نہیں کرسکتا۔ اس ''بت کافر کے عشق'' میں مغرب نے اپنے مذہبی معتقدات اور جمہوری اصولوں تک سے دستبرداری اختیار کرلی۔ مثلاً اب تک عیسائی یہودیوں کو حضرت مسیح کا قاتل سمجھتے اور قابل گردن زدنی قرار دیتے چلے آرہے تھے۔ مگر اب انہوں نے اعلان کیا کہ یہودی مسیح علیہ السلام کے قاتل نہیں ہیں۔ یہودی سیدنا مسیح کے قاتل ہیں یا نہیں؟ یہ ایک الگ بحث ہے۔ مگر قابل غور بات یہ ہے کہ آج تک کبھی یہودیوں نے یہ اعلان اور اعتراف نہیں کیا کہ ہم مسیح کے قاتل نہیں، بلکہ قرآن کے الفاظ میں وہ کہتے ہیں کہ ہم نے مسیح کو قتل کیا اور حضرت مریم پر بھی تہمت لگاتے ہیں۔ اسی طرح مغربی قائدین جمہوری اور انسانی حقوق کا مسلسل ڈھول پیٹتے رہتے ہیں مگر دنیا کے ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں کے مقابلہ میں قلیل ترین مذہبی اقلیت یعنی یہودیوں کو جس طرح ان لوگوں نے ''مائی باپ'' بنا رکھا ہے، اس سے ان کے دعووں کی قلعی کھل جاتی ہے۔

۳- اب ہم موجودہ عالمگیر فساد کے تیسرے طفیلی گروپ کا ذکر کرتے ہیں اور وہ ہیں موجودہ دور کے مسلمان حکمران۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ امت کے ارباب بسط و کشاد اپنی ہوس حکمرانی کی خاطر خدا تعالیٰ کی شریعت کو معطل کیے ہوئے ہیں اور یہی دنیا میں فساد کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کا اوّلین مقصد ہی یہ متعین فرمایا گیا تھا کہ: الا تفعلوا تکن فی الارض فتنة و فساد کبیر (مسلمانو! اگر تم اپنا خیر امت کا کردار ادا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ و فساد کی زبردست آگ بھڑک اٹھے گی) اس زمانہ میں انسانیت اور بالخصوص عالم اسلام پر ایک اور افتاد آپڑی ہے، جس کا پہلے کبھی اس طرح ظہور نہیں ہوا تھا۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مقدس میں تاکید کی تھی کہ: یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء بعضھم اولیاء بعض ومن یتولھم منکم فھو منھم ان اللہ لا یھدی القوم الظالمین (مسلمانو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ، وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو تم میں سے ان کو اپنا دوست بنائے گا (اسے یاد رکھنا چاہئے کہ) وہ ان ہی میں سے ہے۔ بیشک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ اسی مضمون کی جانب وہ

حدیث رسول ﷺ بھی اشارہ کرتی ہے جس میں ہے کہ قرب قیامت میں میری امت کے قبائل مشرکین کے ساتھ مل جائیں گے۔ پھر یہ حقیقت بھی اٹل ہے کہ دوستی برابر کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ امریکہ اور اسرائیل تو مسلمانوں کو غلام بنانے پر یقین رکھتے ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ ظاہر ظہور کفار کے غلام بنے ہوئے ہیں۔ اب سیاست کی تثلیث کچھ اس طرح بنی ہوئی ہے کہ مسلم عمائدین مغربی لیڈروں کے غلام ہیں۔ مغربی حکمران یہودیوں کے ایجنٹ۔ نتیجہ کیا نکلا؟ صہیونی ایجنڈے نے ''ورلڈ آرڈر'' کی حیثیت اختیار کرلی۔ مسلمانوں کے دشمن بھی ان کو مار رہے ہیں اور ان کے یہ ''اپنے'' بھی ان کو ہی قتل کررہے ہیں۔ دنیا میں مسلمانانوں کی 55 آزاد ریاستیں قائم ہیں، لیکن ہر سمجھدار انسان سوچ سکتا ہے کہ ایسی آزادی آخر کس کام کی جہاں نہ مسلمان نظام مصطفیٰ نافذ کرسکیں اور نہ ہی مسلم حکمران یہود و نصاریٰ کی اجازت کے بغیر اپنے ملکوں میں حکومت کرسکیں اور نہ ہی ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں کو اپنے اقتصادی، سیاسی، معدنی، تجارتی وسائل پر کنٹرول ہو اور مسلمانوں کی دولت سمٹ سمٹ کر سوئٹزر لینڈ اور امریکی بینکوں میں جمع ہوتی رہے۔ یہ وہ سوالات ہیں جو کروڑوں مسلمانوں کے سینوں میں سوالیہ نشان بنے ہوئے ہیں اور وہ ہر قیمت پر اس صورتحال کو بدلنے کے لئے مضطرب ہیں۔ ایران، افغانستان، الجزائر میں انقلابات کی لہریں اس کا بیّن ثبوت ہیں اور حق و باطل کی یہی کشمکش مسلمانوں کے درخشاں مستقبل کی علامت ہے، جبکہ کفار یہود و نصاریٰ ہر قیمت پر مسلمانوں پر نظام جبر واستبداد کے تسلط کا تسلسل چاہتے ہیں اور یہی چیز ان کے زوال و بربادی کا باعث بنے گی اور مسلمانوں کے ہاتھوں ہی یہ وقت کے فرعون غرق ہوجائیں گے، کیونکہ قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ ہر فرعون کے لئے موسیٰ ہوتا ہے یعنی سنت اللہ یہ رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ مظلوموں میں ہی ایسی ہستی پیدا فرماتا ہے جو ظالم کے ظلم وستم کو ختم کرتی ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ مظلومی و پس ماندگی کے باوجود امت مسلمہ ہی دنیا میں ''خیر امت'' ہے۔ یہودی اور عیسائی ''خیر امت'' نہیں ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح تمام تر مادی ترقی اور نظام ظلم و جور کے باوجود مصر کے فرعونی ''امت خیر'' نہیں تھے اور آخرکار بنی اسرائیل کی مظلومی نے ان کو ہمیشہ کے دریائے نیل میں غرق کردیا، اسی طرح مسلمانوں کی موجودہ مظلومی و محکومی موجودہ زمانہ کے فرعونوں کی بیخ و بن سے بالکل اکھاڑ پھینکے گی، جس کے بعد دنیا میں ان کا نام و نشان بھی نہ ہوگا۔ ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی مشارق الارض و مغاربھا کا فرمان باری تعالیٰ آج بھی پکار پکار کر یہی اعلان کررہا ہے۔ خاص طور پر سورہ توبہ میں یہودیوں اور عیسائیوں کی سازشوں کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان واجب الاذعان قابل غور ہے کہ ''یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم'' (اپنی سازشوں سے یہ لوگ اللہ کے نور کو بجھانے کی کوشش کرتے ہیں مگر اللہ اپنا نور ہر حالت میں پورا کرنے والا ہے، اگرچہ کافروں کو یہ بات ناگوار کیوں نہ ہو۔'' حافظ ابن کثیر مذکورہ بالا آیت کریمہ کی تفسیر میں مسلم شریف کی حدیث بیان کرتے ہیں کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے دربار رسالتمآب میں عرض کی کہ ''سرکار! میں تو یہ سمجھتی تھی کہ پوری دنیا میں ادیان باطلہ پر دین کا غلبہ آپ ہی کی سرکردگی میں ہوگا۔'' ارشاد فرمایا: جب اللہ چاہے گا پوری دنیا میں دین غالب ہوکر رہے گا، پھر آخر میں لوگ اپنے آبائی دین یعنی کفر وشرک کی طرف لوٹیں گے۔ بعض روایات کے مطابق ارشاد فرمایا کہ جہاں جہاں سورج کی روشنی پہنچتی ہے وہاں وہاں دین کا غلبہ مکمل ہوکر رہے گا۔ اگرچہ اس زمانہ کا تعین کرنا ناممکنات میں سے ہے مگر قرآن و حدیث میں کافی ایسی علامات بتائی گئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمانہ آنے والا ہے جب واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون کے مطابق خورشید اسلام چہار دانگ عالم میں پھیل جائے گا۔

اس ضمن میں سب سے اہم بات ''فتنہ یہود'' کا ظہور

پذیر ہونا ہے۔ یہ بات تو ہم سے ہر شخص جانتا ہے کہ آخری زمانہ میں دجال اعظم پیدا ہوگا جو خدائی کا دعویٰ کرے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے نازل ہوکر اس کو اور اس کے پیروکاروں اور یہودیوں کو قتل کریں گے۔ اس کے بعد سوائے دین اسلام کے دنیا میں کوئی دین نہ ہوگا۔ نہ یہودیت ہوگی نہ عیسائیت، نہ کیمونزم ہوگا نہ سیکیولرزم۔ لیکن کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ دجال اعظم کے ظہور کا پیش خیمہ فتنہ یہود کا ظہور ہے، جو اب تک اقوام عالم کو لڑواکر کروڑوں انسانوں کو قتل کرواچکے ہیں، کروڑوں کو سیکولرزم، کیمونزم وغیرہ فتنوں کی بھینٹ چڑھا کر ملحد و بے دین بنا چکے ہیں اور مستقبل میں بھی کروڑوں انسانوں کو اپنے مفادات کے جہنم مین جھونکنے کے منصوبے بنا رہے ہیں اور جب دجال اعظم کا ظہور ہوگا تو یہ اس کے دست و بازو بن جائیں گے، ممکن ہے کہ دجال بھی انہی میں سے پیدا ہو۔ دجال پیدا ہوکر کہیں جکڑا ہوا ہے یا پیدا ہوگا؟ اور یہودیوں میں سے ہوگا یا نہیں؟ ان سوالات کو ہم کسی اور نشست کے لئے اٹھا دیتے ہیں۔ سردست ہم اپنی بحث کو اس نکتہ پر مرکوز کرتے ہیں کہ جس طرح اللہ اور اس کے رسول نے خروج دجال سے ڈرایا تھا، اسی طرح فتنہ یہود سے بھی خبردار کیا تھا۔ ہم اس بات کا بھی جائزہ لیں گے کہ یہودی دجال کا پیش خیمہ کس طرح ہیں؟ قرآن مجید نے اس وقت یہودی ریاست اسرائیل کے قیام کی پیشین گوئی کی تھی جب اس کا تصور تک ناممکن تھا مگر اس وقت آپ دیکھ رہے ہیں کہ اسرائیل ایک خطرناک حقیقت کے طور پر دنیا کے سامنے پھنکار رہا ہے۔ آیئے پہلے سورہ بنی اسرائیل کی یہ چشم کشا آیت کریمہ پڑھتے ہیں: وقلنا من بعدہ لبنی اسرائیل اسکنوا الارض فاذا جاء وعدالآخرۃ جئنا بکم لفیفا (آیت نمبر ۱۰۴) اور اس کے بعد یعنی فرعون اور اس کے لشکر کے غرق ہونے کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ زمین یعنی ارض مقدس میں قیام کرو۔ جب آخری وقت کا وعدہ آئے گا تو ہم تمہیں پھر گھیر کر لائیں گے۔

یہاں الفاظ ''جب آخرت کا وعدہ آئے گا'' قابل توجہ ہیں۔ مفسر کلبی فرماتے ہیں یعنی مجیء عیسیٰ علیہ السلام من السماء (قرطبی ص۳۳۸ ج۱۰) یعنی جب نزول مسیح کا وقت آئے گا تو تمہیں اطراف عالم سے گھیر کر ارض فلسطین میں جمع کریں گے، جبکہ اکثر مفسرین ''آخرت کا وعدہ'' سے قیامت کا دن مراد لیتے ہیں مگر قرآن مجید کا سیاق وسباق اور متعدد احادیث کا مضمون بھی اسی معنیٰ کو مؤید ہے جو کلبی نے بیان فرمائے ہیں، چنانچہ یہی الفاظ اسی سورت کے آغاز میں انہی بنی اسرائیل کے بارے میں بالکل اسی طرح آئے ہیں:
فاذا جاء وعدالآخرۃ اور جب آخری وعدہ آئے گا ۔۔۔۔
اس مقام پر تمام مفسرین نے یہی معنیٰ بیان کیے ہیں۔ کسی نے یہ معنیٰ نہیں لیے کہ ''جب قیامت کا وعدہ آئے گا'' ۔۔۔ ظاہر ہے کہ ایک فتنہ پرور اور فسادی قوم کا پوری دنیا سے ایک خطہ وطن میں جمع ہونے کا لازمی مطلب ہے کہ یہ انسانیت کے لئے بہت بڑا چیلنج ہے، کیونکہ جب ان کو اقتدار اور قوت حاصل ہوگی تو لازمی بات ہے کہ وہ حسب سابق امن عالم کو تباہ کرنے کے درپے ہوجائیں گے، اسلام کو ختم کرنے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ اس عظیم خطرہ سے اللہ تعالیٰ نے اس طرح خبردار فرمایا تھا:

''اور بنی اسرائیل کے بارے میں ہم نے کتاب میں لکھ دیا کہ تم ضرور بالضرور زمین میں دوبار فساد کرو گے اور ضرور بالضرور بدترین اور شدید ترین سرکشی کرو گے۔ جب ان میں سے پہلا وعدہ آیا تو ہم نے تم پر اپنے طاقتور ترین بندے مسلط کیے جنہوں نے تمہارے علاقوں پر قبضہ کر کے تمہیں سزا دی، اور اللہ کا وعدہ پورا ہوکر رہا۔ اس کے بعد ہم نے تمہیں ان پر فوقیت اور برتری دی اور تمہیں مال ودولت میں بڑھایا اور اکثر لوگوں کو تمہارا مددگار بنایا۔ اگر نیکی کرتے ہو تو اپنے لئے کرتے ہو۔ برائی کرو گے تو بھی بھگتو گے۔ پس جب (دونوں میں سے) آخری وعدہ آئے گا (تو تم پر اپنے بندوں کو مسلط کریں گے) تاکہ تمہارے منہ کالے ہوں اور وہ مسجد

(یعنی قدس) میں داخل ہوں جس طرح پہلی بار داخل ہوئے تھے اور تمہیں تمہاری سرکشی کی کماحقہ سزا دیں۔ ممکن ہے کہ تمہارا رب تم پر رحم کرے اور اگر تم لوٹو گے تو ہم بھی لوٹیں گے اور جہنم کو ہم نے کفار کے لئے گھیراؤ کرنے والا بنا رکھا ہے۔

"دوبار فساد انگیزی" کا مطلب متعین کرنے میں اختلاف ہے۔ اکثر مفسرین کرام نزول قرآن سے پہلے کے ادوار متعین کرتے ہیں۔ اس صورت میں "کتاب" سے مراد توریت ہوگا۔ یعنی توریت میں بنی اسرائیل کو خبردار کیا گیا تھا کہ تم دوبار فساد عظیم برپا کروگے تو ہم بھی دوبار تمہیں زبردست سزا دیں گے۔ کچھ حضرات نزول قرآن کے بعد کے ادوار میں یہودی فسادات کا تعین کرتے ہیں، اس صورت میں "کتاب" سے مراد قرآن مجید ہے۔ قرآنی الفاظ کی جامعیت دونوں معانی کو محتمل ہے۔ اس اعتبار سے یہودیوں کا ایک بار استیصال نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں ہوچکا، جب انہوں نے نور اسلام کی شمع کو بجھانے کے لئے سازشیں کیں اور کئی بار نبی اکرم ﷺ کو قتل کرنے کے منصوبے بنائے اور آخری بار سیدنا حضرت عیسیٰ ان کا استیصال فرمائیں گے۔ اسی شش و پنج میں تھا کہ جامعہ سندھ میں "عقلیۃ الیہود" کے موضوع پر پی ایچ ڈی کی تھیسز پڑھنے کو ملی۔ اس کے مصنف یمن کے لیکچرار یحییٰ عامر ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ آیت بالا میں تین بار یہودیوں کے استیصال کی پیشین گوئی فرمائی گئی ہے: ۱- ایک بار نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں ۲- یہودیوں کے عالمگیر فساد ثانی کے مرحلہ سے دنیا گزررہی ہے۔ اس کی علامات خود ان آیات میں اس طرح بیان فرمائی گئی ہیں: (۱) ثم رددنا لکم الکرۃ علیھم (پہلی سزا کے بعد ہم نے ان کے مقابلہ میں تمہاری پوزیشن مضبوط بنائی) کس کے مقابلہ میں؟ یعنی مسلمانوں کے مقابلہ میں جو پہلے قہر الٰہی بن کر تم پر ٹوٹ پڑے تھے، آج وہ تمہارے دست نگر ہیں (۲) وامددنا کم باموال و بنین (اور تمہیں مال و دولت میں بڑھایا) چنانچہ اس وقت پوری دنیا کی دولت سمٹ سمٹ کر یہودیوں کے بینکوں میں جمع ہورہی ہے۔

مالی اعتبار سے یہودی اتنے طاقتور ہیں کہ خود امریکی لیڈر بھی ان کی مدد کے بغیر چل نہیں سکتے۔ رہا افرادی قوت کے اعتبار سے یہودیوں کی برتری کا معاملہ تو اگرچہ مسلمانوں کے بالمقابل یہودی چھوٹی اقلیت ہے۔ اس وقت دنیا میں یہودیوں کی تعداد تقریباً ساٹھ لاکھ ہے، 35لاکھ اسرائیل میں، باقی دیگر ممالک میں اور ان کی اتنی تعداد نہیں تھی۔(۳) وجعلناکم اکثر نفیرا (اکثر لوگوں کو تمہارا مددگار اور حواری اور حمایتی بنادیا) وہ یہودی جو ہر جگہ قتل ہوتے تھے آج امریکہ، یورپ، اقوام متحدہ سب یہودیوں کے حواری اور آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کے حکمران تک یہودیوں کے ناک کے بال بنے ہوئے ہیں، جس کی وجہ سے مسلمانوں کو کچلنے کی پالیسیوں پر عمل کرنا یہودیوں کے لئے آسان ہوگیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صاف الفاظ میں حکم دیا تھا کہ لا تتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء بعضھم اولیاءُ بعض ومن یتولھم منکم فھو منھم (سورہ آل عمران) مسلمانو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو ان کو اپنا دوست بنائے گا وہ ان ہی میں سے ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہود و نصاریٰ اور مشرکین حتیٰ کہ مشرکوں اور کافروں کا نظام چلانے والے مسلمان حکام کا اتحاد تاریخ میں پہلی بار ہوا۔ اس وجہ سے یہودیوں کو کھل کھیلنے کی چھٹی مل گئی ہے۔ اور ہر طرف مسلمانوں پر قیامت صغریٰ کا منظر ہے۔ کیونکہ قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ جس طرح شیطان کا کام صرف اور صرف انسان ذات کو گمراہ کرنا ہے، اسی طرح انبیاء کرام کی ؑ اس قوم کا مطمح حیات اب صرف اسلام اور مسلمانوں کا خاتمہ رہ گیا ہے۔ یہودیوں کی فتنہ انگیزیوں کی ایک ادنیٰ مثال عرض کرتا ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ چار خلفائے راشدین میں سے دو کے قاتل یہودی تھے۔ سیدنا عثمان غنی کے قاتلوں کے قائدین میں عبداللہ بن سبا کا نام تو مشہور ہے ہی، جو یہودی تھا، مگر خود حضرت علی کا اپنے قاتل ابن ملجم کے بارے میں فرمان

ہے کہ وہ شبہ یہودی ہے یعنی یہودی تھا، منافقانہ طرح مسلمان بن گیا تھا۔ (حیاۃ صحابہ ص ج) حالانکہ اس زمانہ میں اسلام کو سیاسی و فوجی استحکام حاصل تھا جبکہ یہودی کچلی ہوئی قوم کی حیثیت رکھتی تھی۔ اس کے باوجود ان لوگوں کی سازشوں کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے بآسانی خلافت راشدہ کے دو ستون گرادیے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پس آج کل جبکہ مسلمان عملاً محکوم و مظلوم ہیں یہودیوں کی سازشوں کا کیا عالم ہوسکتا ہے؟ اس کا اندازہ اس آیت کریمہ سے کیا جاسکتا ہے جس مین فرمایا گیا ہے کہ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم (اپنی پھونکوں سے اسلام کا چراغ گل کرنا چاہتے ہیں)

ستر کے عشرہ کے اواخر میں روسی ریلش سرزمین افغانستان میں گھسا۔مگر اسلام عزیز نے اپنی ضربات کاری اور ضربات کلیمی سے اس کا کچومر نکال کر رکھ دیا۔ سویت روس تحلیل کیا ہوا تمام سامراجی ممالک میں بھونچال آ گیا۔کیونکہ اسلام کی اس غیر معمولی قوت کا اظہار اس حالت میں ہوا تھا جب دنیا میں مسلمانوں کی کوئی مضبوط حکومت نہیں تھی۔روس کی شکست دراصل یہودیوں کی بھی شکست تھی۔ کیونکہ جیسا کہ اشارتاً شروع میں عرض کیا گیا کہ روس میں کمیونزم یہودیوں کی سرکردگی میں آیا تھا۔ یہودی چاہتے تھے کہ روسی ٹینکوں کے ذریعے عالم اسلام سے اسلام کا خاتمہ کیا جائے۔ کیونکہ بدمذہب ہونے کی وجہ سے دنیا میں کمیونسٹ ہی شیطان کے سب سے بڑے چیلے ہیں۔چنانچہ افغانستان میں اسلام کی کامیابی نے یہودیوں کی نیندیں حرام کردیں۔ تیسری طرف امریکہ کو بھی افغانستان کے محاذ پر ہزیمت اٹھانی پڑی۔ باوجود اس حقیقت کے کہ امریکہ ویتنام میں کمیونزم اور ایران میں اسلام کے مقابلہ میں ہزیمت سے ہمکنار ہوچکا تھا،مگر امریکیوں نے بڑی ڈھٹائی سے دنیا میں ڈھنڈورا پیٹنا شروع کیا کہ روس کو اسلام نے نہیں، بلکہ امریکہ نے شکست دی ہے، اس لئے اب اسی کا ورلڈ آرڈر چلے گا۔ اسلام نے عملاً امریکی پروپگنڈہ کا جواب اس طرح دیا کہ امریکہ کی انتہائی کوششوں کے باوجود افغانستان میں طالبان حکومت کا قیام عمل میں آ گیا۔ طالبان حکومت نہ صرف امریکہ کے لئے بلکہ امریکہ کے تمام طفیلی حلقوں کے لئے بھی سوحان روح تھی۔ اس طرح اسلام نے ارض افغانستان میں روسی،امریکی، اسرائیلی سامراج اور طفیلی طبقات اور کافروں سے اقتدار کی دریوزہ گری کرنے والوں کو ناکام بناکر اپنی عظمت کا لوہا منوالیا۔چونکہ پوری دنیا میں اسی "چار کے ٹولے" کی حکمرانی ہے، اس لئے 11 ستمبر کی سازش تیار کرکے پوری دنیا افغانستان پر ٹوٹ پڑی۔ بظاہر یہ افغانستان پر حملہ تھا، بباطن اسلام پر حملہ تھا۔ بظاہر دہشتگردی ختم کرنے کا اعلان کیا گیا، دراصل لامحدود دہشتگردی کی خلیج وسیع کرنے کا عمل شروع کیا گیا۔ غلط سمجھتے ہیں یہ لوگ اگر سمجھتے ہیں کہ ہم زمین میں امن قائم کررہے ہیں۔ الا انھم ھم المفسدون ولکن لا یشعرون (مسلمانو! قرآن کا حکم سنو) یہی لوگ مفسدین ہیں مگر شعور نہیں رکھتے۔ جھوٹ کہتے ہیں امریکہ اور اقوام متحدہ والے کہ ہم دنیا سے دہشتگردی ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اصل میں یہی لوگ سب سے بڑے دہشتگرد ہیں۔والکافرون ھم الظالمون لوگو! اللہ کا اعلان گوش ہوش سے سنو! (کافر ہی ظالم ہوتے ہیں) خود امریکی صدر نے علی الاعلان صلیبی جنگ کا نعرہ لگایا اور صدق الخبیث وھو کذوب کی حدیث نبوی کے مطابق جھوٹے کی زبان پر سچی بات آگئی۔ جھوٹی قسمیں کھا کھاکر مسلمانوں کو جتاتے ہیں کہ ہم اسلام کے دشمن نہیں مگر ہمارے اللہ نے چودہ سو سال ہمیں پہلے بتایا تھا کہ ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم (تمہارے ساتھ جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے برگشتہ کردیں) ہمارے رب کی بات پہلے بھی صحیح تھی، آج بھی صحیح ہے اور کل بھی صحیح ثابت ہوگی۔ صلیبی اسلام کے خلاف پہلے بھی لڑے تھے، آج بھی لڑرہے ہیں اور کل بھی لڑیں گے۔ چنانچہ بعد میں عراق و دیگر مسلم ممالک کے خلاف اقدامات سے معاملہ کی اصلیت خودبخود واضح ہوگئی اور اب تو یہودی علی الاعلان اسلامی ممالک پر قبضہ